مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کے سوالنامے کا جواب

(بہ سلسلہ زکوٰۃ و عشر)

از جناب مولانا عبدالمالک صاحب شیخ الحدیث۔ منصورہ

مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کی طرف سے کچھ عرصہ پہلے ایک سوالنامہ اخبارات میں شائع ہوا۔ جواب دینے کی مہلت چونکہ کم تھی، اس لیے اخبارات میں شائع شدہ سوالات ہی کے جواب مرتب کر کے بھجوائے گئے۔ سوالنامے پر غور کرنے کے لیے حسبِ ذیل اصحاب کی کمیٹی مقرر کی گئی:۔

۱۔ مولانا عبدالمالک صاحب، صدر مدرس مرکز علوم اسلامیہ، منصورہ، لاہور

۲۔ چوہدری محمد اسلم سلیمی صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور، چیئرمین زکوٰۃ کمیٹی منصورہ لاہور

۳۔ مولانا محمد سلیمان عاصم نعمانی صاحب نائب مہتمم مرکز علوم اسلامیہ، منصورہ لاہور

۴۔ حافظ عبدالحمید صاحب، ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور۔

کمیٹی کے غور و مشورہ کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک صاحب نے جوابات مرتب کیے۔ ذیل میں ایک ایک سوال کے ساتھ جواب درج ہے۔ (ادارہ)

سوالنامہ الف

۱۔ مصارف زکوٰۃ کے سیاق و سباق میں انفاق فی سبیل اللہ	

اس کمیٹی کی رائے میں "فی سبیل اللہ" سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے، فقہائے احناف کے نزدیک قول راجح کی رو سے اس مد کا تعلق جہاد سے نہیں بلکہ اُن مجاہدین سے ہے جو فقراء ہوں۔ (ومنھا فی سبیل اللہ)

" وهم منقطعوا الغزاة الفقراء منهم عند ابی یوسف رحمة الله۔ وعند محمد منقطعوا الحاج الفقراء منهم هكذا فی التبیین - والصحیح قول ابی یوسف كذا فی المضمرات ۔ (الفتاوی الهندیہ ج ۱ ص ۱۸۸)

وعلی هذا یخرج صرف الزكوٰة الی وجوه البر من بناء المساجد والرباطات والسقایات واصلاح القناطر وتكفین الموتی ودفنهم انه لا یجوز لانه لم یوجد التملیك اصلا۔ (بدائع الصنائع جلد ۲ ص ۳۹)۔

فقہائے احناف نے تملیک کی جو شرط فی سبیل اللہ کی مد میں ضروری قرار دی ہے اس سے ہمیں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک اس مد کا تعلق مجاہدین سے نہیں بلکہ کارِ جہاد سے ہے اور اس مد میں حاصل کردہ زکوٰۃ کی رقم سے اس کام کی جملہ ضروریات پوری کی جاسکتی ہیں۔ فقہائے مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی کچھ جزوی اختلافات کے ساتھ یہی رائے ہے۔" (فقہ الزکوٰۃ جلد ۲ ص ۷۳۹)

مولانا مودودیؒ نے زکوٰۃ کے ایک سوال نامے کا جواب دیتے ہوئے فرمایا " فی سبیل اللہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے خواہ تلوار سے ہو یا قلم و زبان سے یا ہاتھ پاؤں کی محنت اور دوڑ دھوپ سے۔ سلف میں سے کسی نے بھی اس لفظ کو رفاہ عام کے معنی میں نہیں لیا ہے۔ ان کے نزدیک بالاتفاق اس کا مفہوم اُن مساعی تک محدود ہے جو خدا کے دین کو قائم کرنے اس کی اشاعت کرنے اور اسلامی مملکت کا دفاع کرنے کے لیے کی جائیں۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۱۳۷)۔

ہماری رائے میں شرعاً اس کی گنجائش موجود ہے کہ دعوتِ دین، اقامتِ دین اور اسی طرح کے کاموں پر زکوٰۃ کی رقوم صرف کی جاسکتی ہیں۔ کیونکہ وہ کام انفاق فی سبیل اللہ کی مد میں آتے ہیں۔ البتہ اس مقصد کے لیے ایسے حالات پیدا کرنے ضروری ہیں جن سے عوام میں یہ احساس پیدا ہو کہ حکومت یہ سب کام بالفعل کر رہی ہے اور کارِ جہاد میں پوری طرح مخلص ہے۔ محض زبانی دعوے کافی نہیں ہیں۔

۲- نصاب کی سطح پر نظر ثانی | ہمارے نزدیک نصاب کی سطح پر نظر ثانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
علامہ کاسانی فرماتے ہیں :-

"جس شخص کے پاس مکان، گھریلو ساز و سامان، خادم، بستر، اسلحہ، لباس اور کتب خانہ ہو اور اس کے پاس ان ساری چیزوں سے دو سو درہم کی قیمت کے برابر مال زکوٰۃ ہو تب بھی اس پر زکوٰۃ لینا حرام ہے" حسن بصری سے یہ قول روایت کیا گیا ہے کہ "صحابہ کرام اس شخص کو بھی زکوٰۃ کی رقم دیا کرتے تھے جس کے پاس دس ہزار درہم کے برابر ساز و سامان، گھوڑے، ہتھیار، خادم اور رہائشی مکان ہوتا" اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بنیادی ضروریات ہیں، ان کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے"۔

(بدائع الصنائع جلد ۲ صفحہ ۴۸)

اس کے بعد اس بات کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ آپ کے بیان کردہ مفروضہ کے تحت چاندی کے لیے اس کے اپنے نصاب کو یا پھر باقی چیزوں کے لیے چاندی کے بجائے سونے کے نصاب ہی کو بنیاد بنا کر مستحقین زکوٰۃ کی تشخیص کا نیا ضابطہ مقرر کیا جائے۔ جب کہ سونے کا نصاب اپنے ثبوت میں اس قدر قوی نہیں جتنا کہ چاندی کا نصاب ہے۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"خلفائے راشدین کے زمانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے نصاب اور شرح زکوٰۃ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی نہ اب اس کی کوئی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور ہمارا خیال ہے کہ نبی ؐ کے بعد کوئی آپ کی مقرر کردہ مقادیر میں ترمیم کرنے کا مجاز نہیں"

(رسائل و مسائل جلد ۲ ص ۱۳۴)

۳- بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا | یہ مسئلہ فقہاء کے ہاں مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہؒ کی ایک روایت جواز کی ہے۔ اسی طرح امام محمد کی ایک روایت جواز کی ہے اور امام طحاویؒ کے نزدیک بھی جائز ہے۔

(مجمع الانہر وبہامشہ در المنتقیٰ ص ۲۲۴ بحوالہ فقہ الزکاۃ جلد ۲ ص ۷۳۱)

اور امام ابن تیمیہؒ نے بھی خمس غنیمت میں سے بنو ہاشم کی ضروریات پورا کرنے کے نظام کے نہ ہونے کی صورت میں بنو ہاشم کے لیے زکوٰۃ کو جائز قرار دیا ہے، اس لیے ہماری رائے یہ ہے کہ

بنو ہاشم کے لیے الگ فنڈ قائم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسی مد سے ان کی کفالت کا نظام بھی کیا جائے الا یہ کہ بنو ہاشم کا کوئی فرد از خود اس مد سے استفادہ نہ کرنا چاہیے۔ تو عطیات، صدقات نافلہ اور زمینوں کی قدرتی معدنیات وغیرہ کے خمس میں سے دوسروں کی طرح ان کی مدد بھی کی جا سکتی ہے۔ بلکہ اس میں زکوٰۃ کو ترجیح بھی دی جا سکتی ہے۔

۴ — مساجد کے ائمہ کو زکوٰۃ دینے اور عامل مقرر کرنے کی تجویز | یہ تجویز بہت اچھی ہے۔ ہم اس پر عمل درآمد کی پرزور سفارش کرتے ہیں۔ البتہ ایسا کرنے کے لیے ہمارے نزدیک ضروری ہے کہ ائمہ مساجد کو عامل مقرر کرنے سے پہلے اس کام کی خصوصی تربیت دی جائے۔

۵ — نظامِ زکوٰۃ کے بارے میں شبہات۔ | یہ نظام اپنی موجودہ شکل میں مثالی نظامِ زکوٰۃ کہلانے کا مستحق نہیں۔ ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور کو بطور نمونہ اپناتے ہوئے اموالِ ظاہرہ کی اس طرح زکوٰۃ وصول کی جائے جس طرح اس دور میں کی جاتی تھی اور اس کے لیے طریق کار بھی وہی اختیار کیا جائے جو اس وقت اختیار کیا گیا تھا۔ عاملین لوگوں کے اموالِ ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کریں اور تشخیص کے بارے میں ان پر اعتماد کریں۔ بلکہ ایک عرصہ تک اموالِ ظاہرہ اور اموالِ باطنہ دونوں کی زکوٰۃ کی وصولی کا اہتمام اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے تاآنکہ حضرت عثمانؓ کے دور جیسے حالات پیدا ہو جائیں اور اموالِ باطنہ کی زکوٰۃ وصول کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو انتظامیہ پر پورا پورا اعتماد ہو۔ وہ نیکی اور خدا ترسی میں انہیں اپنے سے بالا سمجھیں۔ یہ صورت انتہائی مضحکہ خیز ہو گی کہ جس انتظامیہ کو لوگ راشی، لوٹ کھسوٹ کا مرتکب اور ہوس دنیا میں مستغرق سمجھیں، اُن کے کہنے پر خدا ترسی اور زہد اختیار کرتے ہوئے اپنی زکوٰۃ اسی انتظامیہ کے قائم کردہ بیت المال میں جمع کرائیں۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ اسلام کا باقی نظامِ عبادات تو کس مپرسی کا شکار رہے اور نظامِ زکوٰۃ کو قانون اور تبلیغ دونوں کے زور سے نافذ کر دیا جائے اور لوگ اس میں کشش پا کر اس پر عمل کے لیے بے چین ہوں۔

۶ — گداگری کے خاتمہ کی تجویز | موجودہ حالات میں اس تجویز سے ہمیں اتفاق نہیں۔ اس تجویز کو کامیابی سے چلانا موجودہ انتظامیہ کے بس کا روگ نہیں اور نہ ہی ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ اس تجویز کو قانون کی شکل دینے کی ضرورت پیش آ گئی ہو۔ گداگر اس پیشے کو اس لیے

اختیار کر لیتے کہ معاشرہ ان کی اعانت کا احساس نہیں رکھتا۔ بلکہ حصولِ دولت کے دوسرے پیشوں کی طرح اُسے بھی ایک پیشے کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ گداگروں کو کام پر لگانے اور ان کی کفالت کا اس طرح انتظام کیا جائے کہ بتدریج یہ خود کما کر کھانے کے عادی ہو جائیں گے۔ جس گداگر کے لیے کام یا کفالت کا انتظام ہو جائے اور اس کے بعد اس کو گداگری کرتے ہوئے پایا جائے تو اُسے جیل میں بند کر دیا جائے۔ حتیٰ کہ اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اس کے بعد یہ اس پیشہ کے قریب نہیں جائے گا۔ تب اُسے رہا کر کے اس کے کام پر اُسے بحال کر دیا جائے۔ اور یہی حکم ان گداگروں کا بھی ہے جن کی معذوری کی وجہ سے اُن کی کفالت کا انتظام کر دیا جائے۔

۷۔ زکوٰۃ کی رضاکارانہ ادائیگی کی حوصلہ افزائی | اس کے جواب کا ایک حصہ الف ۵ میں آگیا ہے اس سلسلے میں جو دوسری تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں وہ یہ ہیں کہ فقرا اور مساکین کی بنیادی ضروریات مکان، روزگار وغیرہ کو پورا کرنے کا باقاعدہ منصوبہ اور بجٹ بنا کر ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعہ سے پیش کیا جائے اور اس کی مسلسل تشہیر کے ساتھ اس کے نتیجہ میں جتنے لوگوں کی ملکیت میں مکانات آئے ہوں یا جن کو چھوٹی صنعتیں مالکانہ طور پر ملی ہوں، اس کی رپورٹ وقتاً فوقتاً ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے عوام کے سامنے لائی جاتی رہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی مد میں سے دعوتِ دین اور اشاعتِ دین اور دینی اداروں کے قیام کا منصوبہ پیش کر کے اسی طرح اس کی رپورٹ بھی دی جاتی رہے۔ دیہی علاقوں میں فرقہ وارانہ منافرت کے انسداد کے لیے خصوصی لٹریچر تیار کرا کے مفت تقسیم کیا جائے۔

۸۔ متعینہ مصرف میں صرف کرنے کی یقین دہانی | ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ انتظامی مشینری کو اتنا درست کر دیا جائے کہ عوام اس پر اتنا اعتماد تو کریں جتنا اعتماد وہ دینی جماعتوں اور ان کے قائم کردہ اداروں پر کرتے ہیں۔ مصرف متعین کر کے بھی لوگ اس وقت زکوٰۃ کی رقم کسی کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ جب کہ انہیں ان پر مکمل پورا اعتماد ہو۔ تاہم آپ اس کمزور سہارے کو بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

۹۔ زکوٰۃ کمیٹی کے ارکان اور چیئرمینوں کا اپنے فرائض بجا لانا | اگر نیکی اور تقویٰ کو بنیاد بنا کر کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی تو مناصب حاصل کرنے والے لوگ اپنے فرائض بجا لائیں گے

اور اگر ذاتی اغراض کے پیشِ نظر کسی وجہ سے مستغنی اور پرہیزگار لوگوں کو یہ کام سپرد نہ کیا جائے گا اور موجودہ غلط روش جاری رہے گی تو کسی بھی تدبیر سے غلط کار لوگوں کو اپنے فرائض صحیح طور پر بجا لانے پر آمادہ نہیں کیا جاسکے گا۔

۱۰ —— ذرائع ابلاغ کا استعمال

ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے بہتر سے بہتر انداز میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے وعظ و تبلیغ کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں ریڈیو اور ٹی۔وی پر اذان نشر کرنے سے پہلے اور بعد میں اور عام دینی پروگراموں میں خصوصاً رمضان المبارک کے مہینہ میں اور سحری کے پروگراموں میں زکوٰۃ کو موضوعِ بحث بنایا جاسکتا ہے۔ اور اس منصوبے کی تشہیر بھی کی جاسکتی ہے جو زکوٰۃ کونسل نے تیار کیا ہو[1] لیکن تبلیغ کے پیچھے مبلغ کی عملی زندگی قوتِ محرکہ کے طور پر موجود نہ ہو تو ایسی تبلیغ بسا اوقات اُلٹے نتائج بھی پیدا کرتی ہے۔ جیسا کہ اب تک کا تجربہ اس پر شاہد ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر جو تبلیغ ہوتی ہے اس کا مبلغ انتظامی مشینری کو سمجھا جاتا ہے اس لیے صالح انتظامیہ کے بغیر ہم اس تبلیغ سے کچھ زیادہ توقعات وابستہ نہیں کرسکتے۔

اس مقصد کے لیے موزوں اور جید علمائے کرام کے پروگرام باقاعدگی سے رکھے جائیں۔

۱۱ —— نظامِ زکوٰۃ کا استحکام

سابقہ تجاویز کے ساتھ اس تجویز کو ہم بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مکمل اسلامی نظام کا معاشی حصہ نافذ کیے بغیر یہ نظام مستحکم نہیں ہوسکتا۔ لوگوں کو یہ کہتے بھی سنا گیا ہے کہ ہمیں زکوٰۃ کی کٹوتی سے کیا فرق پڑ گیا ہے، سود کا وہ حصہ جو ہم نے وصول کرنا تھا اُسے حکومت نے زکوٰۃ کی مد میں جمع کرکے صرف ہمارے سود کی شرح میں کمی کردی ہے۔ لوگوں کی اس سوچ کے ہوتے ہوئے موجودہ شکل کو کیسے باعزت حیثیت حاصل ہوسکتی ہے اس لیے بلا تاخیر سودی نظام کو حسبِ وعدہ ختم کیا جائے۔

---

[1] علاوہ ازیں احکامِ زکوٰۃ، نصاب اور شرح اور پاکستان کے اختیار کردہ نظامِ کار کے متعلق گائیڈ بک پمفلٹ اور چارٹ شائع کیے جاسکتے ہیں، نیز زکوٰۃ پبلیسٹی اسکیم کے تحت جذبہ انگیز مختصر عبارات اور مُرخیوں کے ساتھ آرٹسٹوں کی مدد سے بہترین اشتہارات تیار کراکے اخبارات میں شائع کیے جاسکتے ہیں۔ ان اشتہارات کے ذریعہ یتیموں، بیواؤں، معذوروں، بے روزگاروں اور غریب مریضوں کے حق میں جذباتِ ہمدردی اُبھارے جاسکتے ہیں۔

سوال نامہ ب :-

۱- اچھا قدم اٹھایا گیا ہے۔

۲- زکوٰۃ فاؤنڈیشن اور زکوٰۃ کونسل کے ارکان پر مشتمل ایک نگران کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس کام کا جائزہ لینے کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے اجلاس کرتی رہے۔

سوال نامہ ج

۱- اس سے ہمیں اتفاق ہے۔

۲- ہمیں اس سے اتفاق ہے، البتہ (ہماری سابقہ تجاویز کو نظر انداز کرتے ہوئے) یہ نمائشی کنونشن لوگوں کو متنفر کرنے کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔

۳- تعلیم و تربیت کے لیے مناسب ہے۔

سوال نامہ د

ا تا ۴ — ہمیں ان سے اتفاق ہے۔

۵- ہمارے نزدیک "عاملین کی مد" اس عمل کو جاری رکھنے کے لیے ہے، جیسا کہ فقہائے حنفیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ اُن کے عمل کی اُجرت نہیں بلکہ اس عمل میں شرکت کی وجہ سے اُن کو بقدر کفالت دیا جاتا ہے تاکہ یہ کام چلتا رہے۔ اس اصول کے پیش نظر ہماری رائے میں اس کام کو چلانے کے لیے جملہ ضروری اخراجات "عاملین کی مد" سے پورے کیے جا سکتے ہیں۔ البتہ ایسا کرنے کے لیے ہماری سابقہ تجاویز کی روشنی میں یہ کام قابلِ اعتماد لوگوں کے سپرد کیا جانا ضروری ہے۔

سوال نامہ ھ

اس کی تمام شقوں سے ہمیں اتفاق ہے۔

نمبر ۵ کے تحت جو تجاویز طلب کی گئی ہیں، ان میں اس تجویز کا اضافہ کر لیا جائے کہ عاملینِ زکوٰۃ کو عاملین کے اوصاف شرعیہ اور قانونِ زکوٰۃ سے مکمل طور پر آگاہ کیا جائے۔ اور یہ کام صرف ان لوگوں کو سپرد کیا جائے جو امتحان دے کر قانون زکوٰۃ کے عالم ہونے کی سند حاصل کر لیں اور دیگر شرائط پر بھی پورے اتریں۔